خطبہ:62

نیشنل امام کونسل، امریکا

ہم ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں مناتے ہیں؟

تعارف:

محترم بھائیو اور بہنو!

اسلامی تاریخ میں امتِ مسلمہ کو مختلف ادوار میں متعدد فکری اور دینی چیلنجوں کا سامنا رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً ایسے نظریات سامنے آتے رہے جنھوں نے دین کے ان مسلّمہ امور کے بارے میں بھی شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جو امت کے نزدیک ہمیشہ سے ثابت اور مسلم رہے ہیں، مثلاً ختمِ نبوت اور سنت وحدیث کی شرعی حجیت۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں واضح طور پر فرمایا:

وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

’’بلکہ وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔‘‘ (الاحزاب 40:33)۔

ایسے فکری چیلنج ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ دین کو مستند علم اور معتبر اہلِ علم کی رہنمائی میں سمجھنا کس قدر ضروری ہے۔

اسی طرح جب ربیع الاول کا مبارک مہینہ آتا ہے تو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بحث ومباحثہ شروع ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ گفتگو اتنی تلخ ہو جاتی ہے کہ عام مسلمانوں کے ذہنوں میں الجھن اور انتشار پیدا ہونے لگتا ہے۔ ہمارا مقصد ان لوگوں سے جھگڑنا نہیں جو میلاد کی محفل منعقد نہیں کرتے، اور نہ کسی پر کوئی مخصوص طریقہ مسلط کرنا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ سمجھنا ہے کہ صدیوں سے دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمان اس مبارک موقع کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے، سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنے، درود وسلام پڑھنے، صدقہ وخیرات کرنے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت کو تازہ کرنے کے لیے کیوں استعمال کرتے آئے ہیں۔

اصل سوال بہت سادہ ہے: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر اللہ کا شکر ادا کرنا جائز ہے؟ کیا اللہ کی رحمت پر خوشی منانا جائز ہے؟ کیا سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ، لوگوں کو کھانا کھلانا، قرآن پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا جائز ہے؟ بلاشبہ یہ سب اپنی اصل کے اعتبار سے نیکی اور خیر کے اعمال ہیں۔ اس لیے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلے کو محض نعروں اور جذباتی بحثوں کے بجائے قرآن وسنت اور اصولِ

شریعت کی روشنی میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

1۔ولادتِ رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری انسانیت پر اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک ہے۔آپ ﷺ کے ذریعے ہمیں قرآن ملا، دین کی تعلیم ملی اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ معلوم ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

''یقیناً اللہ نے اہلِ ایمان پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔''(آل عمران 164:3)

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث

''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب تذکرہ کرو۔''(الضحیٰ 11:93)

جب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کے ذکر کا حکم دیتا ہے تو اس کے محبوب رسول ﷺ جیسی عظیم نعمت کا ذکر کرنا اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا یقیناً ایک بامعنی عمل ہے۔اسی لیے مسلمان ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرتے، آپ کی سیرت پڑھتے، آپ کے اخلاق و کردار کو بیان کرتے اور اس عظیم نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

2۔اللہ کے عظیم دنوں کی یاد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللّٰهِ

''اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔''(ابراہیم 5:14)

قرآن ہمیں ان اہم دنوں اور واقعات کی یاد دلاتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت، نصرت اور نعمتوں کا خاص ظہور ہوا۔نبی کریم ﷺ کی ولادت ایک ایسی عظیم رحمت کے ظہور کا آغاز تھی جس نے پوری انسانیت کی تاریخ بدل دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

''اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔''(الانبیاء 107:21)

لہٰذا ربیع الاول ہمیں اس عظیم رحمت کو یاد کرنے اور یہ جائزہ لینے کا موقع فراہم کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہماری اپنی زندگیوں میں کس قدر موجود ہیں۔

3۔اللہ کی رحمت پر خوشی منانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا

”فرما دیجیے: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر، اسی پر انہیں خوش ہونا چاہیے۔“ (یونس 58:10)

قرآن مجید نے خود رسول اللہ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر میلاد کو جائز قرار دینے والے علما نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی کے اظہار کو اللہ کی ہدایت اور رحمت پر خوش ہونے کے قرآنی اصول کے مطابق قرار دیا ہے۔

البتہ یہ خوشی اسلامی حدود کے اندر ہونی چاہیے۔ میلاد کی محفل قرآن، سیرت، درود و سلام، صدقہ و خیرات، مفید دینی تعلیم اور اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت میں اضافے کا ذریعہ بنی چاہیے۔

4۔ ”رسول اللہ ﷺ نے اپنا یومِ ولادت نہیں منایا“

ایک عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سالانہ میلاد کی کوئی محفل منعقد نہیں کی، پھر ہم کیوں کریں؟ اس مقام پر فقہ کا ایک اہم اصول سمجھنے کی ضرورت ہے:

تَرْكُ النَّبِيِّ ﷺ لِفِعْلٍ مِنَ الْأَفْعَالِ لَيْسَ دَلِيلًا بِمُجَرَّدِهِ عَلَى حُرْمَةِ ذَٰلِكَ الْفِعْلِ

”رسول اللہ ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا محض اسی بنیاد پر اس کام کے حرام ہونے کی دلیل نہیں ہے۔“

ہر وہ چیز جو عہدِ نبوی میں موجود نہیں تھی، محض اسی وجہ سے حرام نہیں ہو جاتی۔ آج اسلامی تعلیمات انگریزی زبان کے خطابات، مائیکرو فون، ویب سائٹس، آن لائن کلاسز، دینی کانفرنسوں اور بہت سے دوسرے جدید ذرائع سے پہنچائی جاتی ہیں۔ یہ چیزیں عہدِ نبوی میں موجود نہیں تھیں، لیکن چونکہ یہ جائز ذرائع کے طور پر دینی مقاصد کی تکمیل کرتی ہیں، اس لیے انہیں ناجائز نہیں کہا جاتا۔

اسی طرح میلاد بذاتِ خود آخری مقصد نہیں، بلکہ ایک وسیلہ ہے۔ اصل مقصد رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اضافہ، آپ کی سیرت کا علم، اللہ سے تعلق کی مضبوطی اور سنتِ رسول ﷺ کا احیا ہے۔

فقہا کا مشہور اصول ہے:

مَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ

”جس چیز کے بغیر کسی واجب کی تکمیل نہ ہو سکے، وہ بھی واجب کا حکم اختیار کر لیتی ہے۔“

اسی طرح جائز ذرائع کو مستحب اور نیک مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ الارم گھڑی خود نمازِ فجر نہیں ہے، لیکن وہ فجر وقت پر ادا کرنے میں ہماری مدد کرتی ہے۔

اسی طرح محفل ایک ذریعہ ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر، آپ سے محبت اور آپ کی اتباع اصل مقصد ہے۔

5۔ رسول اللہ ﷺ نے اہم دنوں کو یاد رکھا

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے دیکھا۔ معلوم ہوا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُم

”موسیٰ سے ہمارا تعلق تم سے زیادہ ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی روزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ (بخاری،:2004؛ مسلم:1130)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے کوئی عظیم نعمت عطا فرمائی ہو، اس دن کو عبادت اور شکر کے ذریعے یاد کرنے کی اصل سنت میں موجود ہے۔ اس سے بھی زیادہ واضح دلیل خود رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے حوالے سے موجود ہے۔ جب آپ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ

''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھے نبوت عطا کی گئی، یا مجھ پر وحی نازل ہوئی۔'' (مسلم:1162)

رسول اللہ ﷺ نے بعد کے زمانے میں رائج میلاد کی مخصوص صورت میں کوئی محفل منعقد نہیں کی، لیکن یہ حدیث واضح طور پر بتاتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ولادت کے دن کو ایک عبادت اور شکر کے عمل کے ساتھ مربوط فرمایا۔

6۔ شکر مختلف جائز طریقوں سے ادا کیا جا سکتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے روزے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔ مسلمان دوسرے جائز اعمال کے ذریعے بھی اللہ کا شکر ادا کر سکتے ہیں، مثلاً صدقہ و خیرات، لوگوں کو کھانا کھلانا، قرآن کی تلاوت، سیرتِ رسول ﷺ کا مطالعہ، درود و سلام اور بچوں کو نبی کریم ﷺ کی زندگی اور تعلیمات سے روشناس کرانا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔'' (ابراہیم 7:14)

لہٰذا ضروری نہیں کہ ہر شخص شکر کا اظہار بالکل ایک ہی طریقے سے کرے۔ بنیادی شرط یہ ہے کہ اختیار کیا جانے والا طریقہ شرعاً جائز ہو اور نیت خالص ہو۔

7۔ ''کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے یومِ وفات کی بھی خوشی منا رہے ہیں؟''

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کا وصال بھی ربیع الاول میں ہوا تو کیا آپ ان کے وصال کی بھی خوشی منا رہے ہیں؟

سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کی متعین تاریخ کے بارے میں مؤرخین اور سیرت نگاروں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ 12 ربیع الاول ایک مشہور قول ضرور ہے، لیکن یہ ایسا متفق علیہ تاریخی فیصلہ نہیں جس میں کوئی دوسرا قول موجود نہ ہو۔

اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اسلام میں اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى

''اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔'' (بخاری:1؛ مسلم، 1907)

میلاد کے لیے جمع ہونے والے مسلمان رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور بعثت کی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی نیت رکھتے ہیں۔ وہ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خوشی نہیں منا رہے ہوتے۔

8۔ ''میلاد بدعت ہے''

ایک اور مشہور اعتراض یہ ہے کہ میلاد بدعت ہے۔ بلاشبہ جو نئی چیز قرآن وسنت کے خلاف دین میں داخل کی جائے وہ قابلِ قبول نہیں۔ لیکن مسلم علما نے دین میں گمراہ کن اضافہ کرنے اور کسی ثابت شدہ دینی مقصد کے لیے نئے انتظامی یا عملی ذرائع اختیار کرنے کے درمیان فرق بیان کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب کے دورِ خلافت میں لوگوں کو رمضان کی رات کی نماز ایک امام کے پیچھے باقاعدہ طور پر جمع کیا گیا۔ جب حضرت عمر نے لوگوں کو اس طرح جماعت سے نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا:

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ

''یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔'' (بخاری: 2010)

حضرت عمر نے تراویح ایجاد نہیں کی تھی، کیونکہ اس کی اصل سنتِ نبوی میں پہلے سے موجود تھی۔ انہوں نے اس کے باقاعدہ اجتماعی اہتمام کو منظم کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کا انتظامی طریقہ نیا ہونا لازماً اسے ممنوع دینی بدعت نہیں بناتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ

''جس نے اسلام میں کسی اچھے طریقے کو جاری کیا، اسے اس کا اجر بھی ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی۔'' (مسلم: 1017)

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی شخص دین میں نیا عقیدہ یا قرآن وسنت کے خلاف کوئی نئی عبادت ایجاد کر سکتا ہے، بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ثابت شدہ اصولوں کے دائرے میں کسی نیک عمل کو جاری کرنا، زندہ کرنا یا اس کے لیے کوئی مفید طریقہ اختیار کرنا باعثِ اجر ہو سکتا ہے۔

9۔ میلاد کا اصل مقصد

ان تمام بحثوں کے بعد سب سے اہم سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری محبت ہماری زندگی میں کیا تبدیلی پیدا کر رہی ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

''فرما دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔'' (آل عمران 3:31)

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا ثبوت آپ کی اتباع ہے۔ اگر ہم میلاد منائیں لیکن نماز، دیانت، رحم، حسنِ اخلاق اور سنت کو نظر انداز کر دیں تو ہم نے میلاد کا مقصد نہیں سمجھا۔ ربیع الاول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری عملی زندگی میں لانے کا مہینہ بننا چاہیے: ہمارے گھروں میں آپ کی رحمت، ہمارے کاروبار میں آپ کی دیانت، ہمارے تعلقات میں آپ کی عفو و درگزر، ہماری عبادات میں آپ کی خشوع و بندگی اور ہمارے کردار میں آپ کی سنت نظر آنی چاہیے۔

خلاصہ:

محترم بھائیو اور بہنو!

میلاد النبی ﷺ کو صرف اصطلاحات، تاریخوں اور رسوم و رواج کی سالانہ بحث نہیں بننا چاہیے۔ اس کا اصل مقصد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کو مضبوط کرنا اور آپ کی اتباع کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنا ہے۔ مسلمان صدیوں سے اس موقع کو سیرتِ رسول ﷺ کے مطالعے، قرآن کی تلاوت، درود و سلام، صدقہ و خیرات، لوگوں کو کھانا کھلانے اور رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم نعمت عطا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے استعمال کرتے آئے ہیں۔

ساتھ ہی میلاد کے مسئلے پر اختلاف مسلمانوں کے درمیان نفرت اور دشمنی کا سبب نہیں بننا چاہیے۔ جو شخص میلاد کی محفل منعقد نہیں کرتا، محض اس وجہ سے اس کی مذمت نہیں ہونی چاہیے، اور جو شخص حدودِ شریعت کے اندر رہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرنے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے محفل منعقد کرتا ہے، اسے بھی آسانی سے گمراہ قرار نہیں دینا چاہیے۔ ہم سب کو جس چیز پر متحد ہونا چاہیے وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت، تعظیم، اطاعت اور اتباع ہے۔

لہٰذا اس ربیع الاول کو اپنی زندگی میں حقیقی تبدیلی کا ذریعہ بنائیں۔ سیرتِ رسول ﷺ کا مزید علم حاصل کریں، درود و سلام کی کثرت کریں، کسی بھولی ہوئی سنت کو زندہ کریں، اپنے اخلاق کو بہتر بنائیں، دوسروں کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کریں اور اپنی نئی نسل کو رسول اللہ ﷺ کی شخصیت اور سیرت سے جوڑیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے محبوب رسول ﷺ کی سچی محبت سے معمور فرمائے اور ہمیں پوری زندگی آپ کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔